ہر شخص اپنی نیت، کوشش اور استعداد کے مطابق ثمرہ حاصل کرتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ ؍ستمبر ۱۹۷۸ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ۔ (البلد:۵) کہ ہم نے انسان کو رہین محنت بنایا ہے۔ ’’فِيْ كَبَدٍ‘‘ کے معنے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر صغیر میں ’’رہینِ محنت‘‘ کے کئے ہیں وہی معنے مَیں اس وقت لے رہا ہوں یعنی انسان کو ایسا بنایا ہے کہ وہ اپنی محنت کا رہین ہے۔ اس سے بہت سی باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

محنت اس وقت ہی ہوسکتی ہے جب محنت کرنے کی قوتیں اور استعدادیں بھی ہوں۔ بعض بچے لاتوں کی کمزوری لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ کئی ایسے بچے ہیں میرے پاس بھی خطوط آتے رہتے ہیں کہ تین، چار سال کا بچہ ہے وہ ٹھیک طرح کھڑا ہی نہیں ہوسکتا۔ اب ایسا بچہ دوڑنے کی استعداد نہیں رکھتا تو دوڑ کے میدان میں محنت کر کے انعام حاصل نہیں کرسکتا اس لئے کہ دوڑنے کی طاقت ہی اس کے اندر موجود نہیں تو رہین محنت انسان کو بنایا ہے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بھی فرمایا کہ انسان کو بہت سی قوتیں اور طاقتیں عطا کی گئی ہیں جن کو وہ استعمال کرسکتا ہے۔ پھر جب خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ انسان کو رہینِ محنت بنایا ہے تو اس میں اس طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ کس غرض کے لئے محنت کی جاتی ہے۔ آخر انسان کوئی کام کرتا ہے تو کوئی مقصد بھی سامنے ہونا چاہیئے۔ تو خدا تعالیٰ نے اس میں یہ بھی

بتایا ہے کہ اُس نے انسان کے سامنے زندگی گزارنے کا منصوبہ بھی پیش کیا ہے کہ وہ کن اغراض کے لئے اپنی قوتوں اور استعدادوں کو استعمال کریں۔ ان مقاصد کے لئے تیسرا اشارہ اس طرف ہے کہ محنت کرنے کی طاقتیں بھی ہیں اور مقاصد بھی ہمارے سامنے رکھے گئے ہیں یعنی جو خداداد قوتیں اور استعدادیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو مقصد ہمارے سامنے رکھا ہے اس مقصد کے لئے جب ہم کوشش کریں گے تو حاصل کیا ہوگا؟ ہمیں کیا ملے گا؟ تو دنیا میں جو مقابلہ ہے اس میں ہر شخص کو انعام نہیں ملتا لیکن یہاں اعلان کرنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لئے یہ بھی اشارہ کیا کہ جب تم ہماری قوتوں اور استعدادوں کو ہمارے بتائے ہوئے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرو گے اور بہت محنت کرو گے تو تمہیں تمہاری قوتوں اور استعدادوں اور تمہاری محنتوں کا نتیجہ اور پھل اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنت کی صورت میں ملے گا۔ یہ ایسا مقابلہ ہے جس میں اوّل۔ دوم۔ سوم کو انعام نہیں ملتا۔ ہر شخص اپنی نیت کے مطابق اور اپنی کوشش کے مطابق اور اپنی استعداد کے مطابق ثمرہ حاصل کرتا ہے اور پھل پاتا ہے۔ پھر آگے اسی سورۃ میں بتایا ہے کہ ایک بات کا خیال رکھیں! دنیا کے مقابلے میں بددیانتی بھی ہوسکتی ہے مثلاً ابھی یہاں بھی شور مچا ہوا ہے کہ اتھلیٹ ڈرگز (Drugs) استعمال کر رہے ہیں جس کے استعمال کرنے کی اجازت نہیں اور یہ کھیل کے میدان میں بددیانتی کے مترادف ہے۔ اوّل اور دوم آنے کا مقابلہ ہے اور بددیانتی سے حصول انعام کی کوشش کی جارہی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسی سورۃ میں فرماتا ہے کہ یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے اندرونے کو جاننے والا کوئی نہیں خدا تعالیٰ کی ذات سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں اس لئے بددیانتی کر کے خوشامدانہ طریقے پر لوگوں کو خوش کرنے کے لئے جو نیک اعمال بجالاؤ گے اس کا پھل تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ملے گا۔ خدا کہے گا کہ جن کی خاطر تم نے یہ کوششیں کی ہیں اُن سے جا کر یہ انعام لینے کی کوشش کرو میرے گھر میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے۔

پس ”فِيْ كَبَدٍ“ میں ان ساری باتوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے یہاں کہا گیا ہے کہ رہین محنت، اسلام کی اصطلاح میں جو آخری چیز اس سلسلہ میں مَیں بتانا چاہتا ہوں ابتدائی تمہید میں وہ یہ ہے کہ مادی ذرائع سے جو تدبیر کی جاتی ہے صرف اسی کا نام محنت نہیں ہے یعنی اسلامی

اصطلاح میں صرف اسی کو محنت نہیں کہتے۔ دنیا میں تو اسی کو محنت کہتے ہیں مثلاً کھلاڑی ہیں وہ دوڑوں میں آگے نکلنا چاہتے ہیں۔ وہ ورزشیں کرتے ہیں۔ضرورت کے مطابق ان کو غذا دی جاتی ہے۔ ان کے کوچ (Coach) خیال رکھتے ہیں کہ وہ وقت ضائع نہ کریں اور وقت کو ایسا خرچ کریں کہ جو دوڑ کی قابلیت ہے اس پر اثر انداز ہو وغیرہ وغیرہ۔ یہ ساری امدادی تدبیریں ہیں جو وہ کر رہے ہوتے ہیں لیکن ہمیں اسلامی اصطلاح یہ بتاتی ہے کہ جب قرآن کریم یا جو اسلامی لٹریچر قرآن کریم کی تفسیر میں ہے وہ محنت کا ذکر کرے تو اس کے معنے دونوں کے ہیں یعنی مادی تدبیر بھی اور دعا بھی یعنی دونوں چیزیں علیحدہ علیحدہ نمایاں حیثیت رکھنے کے باوجود پھر بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں۔

پس جب قرآن کریم نے کہا:- لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ کہ انسان کو اس کی محنت کے مطابق پھل ملے گا تو اس میں یہ بھی بتایا کہ اس کی محنت میں محض پچھلی رات دو دو گھنٹے عبادت کرنا نہیں بلکہ نیک نیتی سے عبادت کرنا۔ دوسروں پر رعب ڈالنے کے لئے یا دکھاوے کی عبادت نہ ہو۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ خدا کا ایک بندہ خدا تعالیٰ سے اس قسم کے تعلقات کو اس طرح چھپاتا ہے جس طرح میاں بیوی اپنے تعلقات کو چھپاتے ہیں اور اُن کو پردے میں رکھتے ہیں اور کسی نے شاید لطیفہ ہی بنایا ہوگا کہ ایک شخص تھا وہ رات کے وقت بڑی آہ و زاری کیا کرتا تھا۔ اس کا ایک مرید تھا اس نے ایک دن خیال کیا کہ میں بھی ان نوافل کی عبادت میں تضرع اور ابتہال میں شامل ہوں اور اپنے پیر کے ساتھ میں بھی نفل پڑھوں تو وہ مہمان ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ اگر کمرہ کا دروازہ بند ہوا تو مشکل ہے اگر کھلا ہوا تو کوشش کروں گا وہ تو نماز میں اتنے مشغول ہوں گے کہ ان کو پتا بھی نہیں لگنا کہ اُن کے ساتھ جا کر کوئی کھڑا ہوگیا ہے۔ وہ دبے پاؤں چپ کر کے آیا۔ دروازہ کھلا تھا۔ کھول کر اندر دیکھا تو پیر صاحب تو خراٹے لے رہے تھے اور ٹیپ ریکارڈر گریہ وزاری کر رہا تھا۔ پس یہ چالاکیاں دنیا میں چل سکتی ہیں مگر اس سورۃ البلد میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ نہ سمجھنا کہ تمہیں دیکھنے والا کوئی نہیں۔ تمہارے ساتھ جس کا تعلق ہے اس کو تو اُونگھ بھی نہیں آتی۔ نیند اور خراٹے لینے کا تو کوئی سوال بھی نہیں۔ اس کی نگاہ سے تم کیسے بچ جاؤ گے اور تمہاری چالاکیاں اس کے

سامنے کیسے چلیں گی؟ اور جیسا کہ میں اب بتا رہا ہوں، محنت میں مادی تدابیر ساری شامل ہیں اور دعا شامل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے جس کا میں اب حوالہ دے رہا ہوں کہ تدبیر کو اپنی انتہا تک پہنچاؤ وہ اسی ''فِيْ كَبَدٍ'' کی تفسیر ہے اور دعا کو اپنی انتہا تک پہنچاؤ تب تمہیں بہترین بدلہ ملے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض مختصر اور بعض بہت سی لمبی احادیث ہیں جن میں اس بات کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے۔ بعض لوگ آہستہ آہستہ ظاہر کی طرف جھک جاتے ہیں جو بڑا آسان کام ہے اور جو باطن ہے اور جس کا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے اور جس کا تعلق انسان کی اپنی نیک نیتی کے ساتھ ہے اور جس کا تعلق خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کی معرفت کے ساتھ ہے اور جس کا تعلق انتہائی عاجزی اور انکساری کے ساتھ ہے اُس کو وہ بھول جاتے ہیں۔

تو بات یہی سچ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا اعلان بھی ہے۔ خدا تعالیٰ کائنات کا مالک ہے۔ ہم نے اپنی زندگی میں تجربہ بھی یہی کیا ہے۔ ہمارا مشاہدہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی باتیں ہی سچی ہوتی ہیں۔ باقی یہ دنیا تو آدھا سچ بولتی ہے اور آدھا جھوٹ بولتی ہے۔ جب تک کوئی شخص نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ انتہائی کوشش نہ کرے خدا تعالیٰ کے راستے میں اور یہ کوشش محض تدبیر سے نہ ہو بلکہ دعائیں بھی اسی طرح اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہوں جب تک یہ حالت نہ ہو اس وقت تک اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق جو بہترین بدلہ کسی کو مل سکتا ہے وہ اسے نہیں مل سکتا۔ اگر کہیں یہ خامی ہوگی تو کچھ مل جائے گا۔ خدا تعالیٰ بڑا غفار بھی ہے لیکن خدا تعالیٰ کے ہاں چالاکیاں نہیں چلا کرتیں۔

اب میں اس تمہید کے بعد کچھ ذمہ داریوں کی طرف آتا ہوں لیکن آپ ان باتوں کو ذہن میں رکھیں جو مَیں نے رہینِ محنت کے بارہ میں بتائی ہیں۔

شروع خلافت میں فضل عمر فاؤنڈیشن کا ایک منصوبہ تیار کیا گیا تھا۔ دراصل جوبلی فنڈ کا جو منصوبہ تھا وہ ایک پُل کا کام دیتا ہے خلافت ثانیہ اور خلافت ثالثہ کے درمیان۔ یہ نہ سمجھیں کہ خلافت کے بدلنے کے ساتھ کوئی نئی کوشش ہوتی ہے۔ تسلسل ہے جس کے اندر کوئی روک نہیں۔ جس میں یہ ڈر نہیں کہ ٹوٹ گیا اور نئے سرے سے آ گیا ہے۔ ایک جگہ ٹھہر کر نئے

سرے سے حرکت نہیں ہوتی۔ ایک مسلسل حرکت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے ساتھ شروع ہوئی ہے وہی حرکت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسلسل کے ساتھ آگے سے آگے Momentum gain کر کے بڑھ رہی ہے لیکن بعض چیزوں کو نمایاں کرنے کے لئے یہ فضل عمر فاؤنڈیشن کا منصوبہ بنایا گیا تھا اور اس کی جو معیاد تھی اس میں مالی قربانی دے کر حصہ لینے کی وہ غالباً تین سال کی تھی۔ اس کے بعد وہ ختم ہوگئی لیکن جو اموال جمع ہوئے تھے اور وہ جیسا کہ وہ مشروط کئے گئے تھے پہلے دن سے اُن کو کام پر لگایا جائے گا اور اُن کے منافع سے وہ کام کئے جائیں گے جن سے یہ منصوبہ چلایا جائے گا۔ چلتا رہے گا۔ قیامت تک چلے گا۔ اس کے پانچ سال بعد نصرت جہاں آگے بڑھو کا منصوبہ بن گیا۔

نصرت جہاں آگے بڑھو کا جو منصوبہ ہے وہ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا پیار اگر کسی کو حاصل ہو تو میں نے ابھی اشارہ کیا تھا Momentum gain کرتی ہے حرکت، تو پانچ سال کے بعد اتنی قربانیاں اَور دینے والے اور فضل عمر فاؤنڈیشن میں زائد چندہ دینے والے یعنی جو لازمی چندے ہیں یا تحریک کے چندے یا اور بہت سارے چندے ہیں۔ جماعت بڑی مالی قربانی دیتی ہے۔ پھر چند سال کے بعد نصرت جہاں کے چندے شامل ہو گئے ۱۹۷۰ء میں اور اس کی مالی قربانی کی معیاد تین سال تھی اور کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ کہا گیا تھا کہ وہاں خرچ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ایک لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ کی جگہ دو اڑھائی لاکھ پاؤنڈ سٹرلنگ کی رقم ساری دنیا میں جمع ہوگئی اس وقت تک۔ بعض ملکوں سے تو باہر نہیں نکلی وہ اُن کے اپنے ملکوں میں ہے۔ بعض جگہ سے باہر نکلی اور اس میں کچھ رقم پڑی ہوئی ہے۔ اس میں یہ اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق منصوبہ شروع کیا گیا تھا۔ اتنی برکت خدا نے ڈالی ہے کہ جو منصوبہ مالی لحاظ سے پچاس ساٹھ لاکھ روپے پاکستانی سے شروع کیا گیا تھا اس کی آمد مغربی افریقہ میں جہاں کے لئے یہ منصوبہ تھا پانچ کروڑ سے اوپر نکل چکی ہے اور مجھے تو قطعاً کوئی دلچسپی نہیں اس قسم کے روپے سے۔ خدا کا مال ہے اس کی راہ میں خرچ ہونا چاہیئے اور مجھے یقین ہے کہ آپ کو بھی ذاتی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے اور اس کے خادم ہیں۔

اس کا ایک بڑا عجیب اثر وہاں یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کی ایسی حکمت تھی اس کا منصوبہ تھا بڑا

عجیب جو میرے ذہن میں ڈالا گیا کہ اتنی بڑی رقم کا ایک دھیلا بھی ان ممالک سے باہر نہیں نکالا گیا۔ یہ مقابلہ ہو گیا قریباً ڈیڑھ دو سو سال پہلے ان ممالک میں ہزاروں کی تعداد میں عیسائی پادری داخل ہوئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ خداوند یسوع مسیح کی محبت کا پیغام لے کر تمہارے پاس آئے ہیں اور ان کے پیچھے ان ممالک کی فوجیں وہاں داخل ہوئیں اور میں جب ۱۹۷۰ء میں وہاں گیا ہوں تو میں نے ان سے باتیں کیں اور میں نے اُن سے کہا کہ یہ کہہ کے تو یہ آئے تھے کہ خداوند یسوع مسیح کے پیار کا پیغام تمہارے پاس لے کر آئے ہیں لیکن سارا کچھ، پنجابی کا محاورہ ہے ”سب کچھ ہُونج کے لے گیا“ سب کچھ لے گئے اور تمہاری کچھ چیز ہی نہیں چھوڑی۔ یعنی یہ ایک حقیقت ہے اور ان قوموں کو بھی پتا ہے کہ عیسائیت نے اُن کے ساتھ یہ کچھ کیا ہے۔ سب سے پہلے میں نائیجیریا میں گیا تھا دو تین دن میں میری طبیعت پر یہ اثر تھا۔ میں نے ایک دوست سے کہا میری طبیعت پر تو یہ اثر ہے کہ You had all. You are deprived of all. خدا تعالیٰ نے تمہیں سب کچھ دیا تھا اور تمہیں سب کچھ سے محروم کر دیا گیا۔ دو دن کے بعد اُس وقت یعقوبو گوون سربراہ مملکت سے میری ملاقات تھی تو اُن کو میں نے کہا کہ ایک دوست سے میری بات ہوئی ہے اس کا حوالہ دے کر میری طبیعت پر یہ اثر تھا اور میں نے یہ کہا تو ان پر فوری ردّعمل یہ ظاہر ہوا کہ کہنے لگے۔ How true you are! How true you are! ان سب کو پتا تھا اور ہم شروع سے گئے ہوئے ہیں لیکن اس قسم کی آمد جو ہے ان ملکوں میں وہ نہیں ہوئی لیکن جماعت احمدیہ تو پچاس سال سے بعض علاقوں میں کام کر رہی ہے ان کو اس وقت بھی میں نے کہا ہم تمہارے ملکوں میں آئے ہم اپنے ملک سے پیسے لائے اور تمہارے اوپر خرچ کئے۔ تعلیم کے اوپر خرچ ہونے شروع ہو گئے تھے۔ تربیت کے اوپر، اسلامی تعلیم دینے کے اوپر یہ ساری رقم خرچ ہو رہی تھی۔ ہمارے آدمی کام کر رہے تھے۔ ایک دھیلا تمہارے پاس سے لے کر نہیں گئے لیکن وہ تو چھپی ہوئی چیزیں تھیں۔ اب جو بات کھل کر سامنے آ گئی پانچ کروڑ سے زیادہ رقم وہاں کا بہت بڑا حصہ اٹھانوے فیصد اس کا حصہ وہاں کے جو کلینکس (Clinics) ہیں اُن میں ڈاکٹروں کے ہاتھ میں خدا نے شفا رکھی اور ان کے ذریعہ سے یہ مال دیا اور ایک دھیلا وہاں سے باہر نہیں نکالا گیا

اور اب بھی باہر سے وہاں جاتا ہے جو خریدنا چاہتے ہیں جراحی کے آلات وغیرہ یا ادویہ وغیرہ یا آپریشن ٹیبل وغیرہ۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو یہاں سے بھجوانی پڑتی ہیں اور اس مد میں سے جاتا ہے۔ بس اتنا ہی رہ گیا ہے کہ اگلے دس سال میں یہ جو آسمانی نالہ تھا ۱۹۷۰ء میں جاری ہوا یہ ایک اَور بڑے دریا کے اندر مل جائے گا۔ یہ میں بتا چکا ہوں میرے ذہن میں جو منصوبہ ہے وہ یہی ہے کہ یہ ایک حصہ بن جائے گا صد سالہ جوبلی فنڈ کا یعنی صد سالہ جوبلی فنڈ کا تو ہم کہہ جاتے ہیں لیکن صد سالہ جوبلی منصوبہ کا حصہ بن جائے گا۔ فنڈ تو اس منصوبہ کا ایک حصہ ہے اور اتنی برکت خدا تعالیٰ نے اس میں دی اور اتنا یہ کام ہو رہا ہے لیکن لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ۔ یہ جماعت احمدیہ کی ذمہ داری ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس اعلان کے مطابق اور اس کی روح کے مطابق جس کا ابھی میں نے ایک دو چار کر کے بتایا ہے۔ یہ روح ہے اس آیت کے اندر جس کا اعلان کیا گیا ہے اس کے مطابق خدا تعالیٰ کے حضور انتہائی تدبیر اور انتہائی دعائیں پیش کرتے چلے جاؤ۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کو حاصل کرتے چلے جاؤ۔ بہت دور رس وہ چھوٹی سی سکیم تھی اس وقت تو کسی کو بھی پتا نہیں تھا۔ مجھے بھی پتا نہیں تھا۔ غیب کا علم تو ہمیں حاصل نہیں ہوتا کہ کیا شکل بنے گی۔ ایک چھوٹا سا پھول جس طرح گلاب کا نکلتا ہے یہ بھی پتا نہیں ہوتا کہ زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔ پھر جس وقت ایک پتی کے بعد دوسری پتی کھلتی ہے اور بیسیوں بعض کی اس سے بھی زیادہ پتیاں نہایت خوبصورت پھول بن جاتا ہے ویسا پھول بن گیا لیکن یہ جو مٹی کے ذروں سے پھول بنے ہوئے ہوتے ہیں ان پر بڑی جلدی موت آ جاتی ہے لیکن جو خدا تعالیٰ کی برکتوں کے پھول قوموں کی زندگی کے اندر کھلتے ہیں ان کا قوموں پر انحصار ہے کہ وہ مرجھا جائیں گے یا تروتازہ رہیں گے۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں یہ مَیں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی ان نعمتوں کے یہ جو حسین گلاب کے پھول ہمیں اپنی زندگی میں نظر آتے ہیں ان کو تروتازہ رکھنے کے لئے اسی طرح اخلاص کے ساتھ قربانیاں دو۔ دعائیں کرو خدا تعالیٰ کے حضور۔ رزق بھی اسی کا ہے، دولت بھی اسی کی ہے اور خزانے بھی اسی کے ہیں۔ سارا جہان اسی کا ہے کسی کا قرضہ وہ رکھتا نہیں۔ میرا مضمون یہ نہیں اس لئے میں اس مضمون میں نہیں

جاؤں گا۔ کئی دفعہ پہلے بھی بتا چکا ہوں زندگی رہی تو آگے بھی بتا تا رہوں گا کہ خدا تعالیٰ کسی کے قرضے نہیں رکھا کرتا لیکن جہاں تک اب پہنچا ہوں یعنی کتنے دن گزرے نصرت جہاں کو۔ اعلان کیا تھا میں نے ۱۹۷۰ء میں قریباً آٹھ سال ہو گئے اور اعلان یہ تھا کہ پیسے دو۔ اعلان یہ تھا کہ زندگیاں وقف کرو، استاد بھی اور ڈاکٹر بھی اور کام کی ابتدا عملاً دو سال کے بعد ہوئی تھی۔ تو پانچ، چھ سال کے اندر ایک بڑا انقلاب آ گیا ہے ان علاقوں میں اور بڑی قدر پیدا ہوئی ہے۔ جماعت کا بڑا اثر ہے اور اب تو ہمارے لئے وہاں یہ مشکل پڑ گئی ہے کہ جو ہمسایہ ممالک ہیں وہاں سے بڑے امیر لکھ پتی لوگ علاج کے لئے ہمارے کلینکس میں آ جاتے ہیں یعنی جہاں جہاں ہمارے کلینکس کھولے گئے ہیں وہاں آ جاتے ہیں اور بعض ممالک نے احتجاج کرنا شروع کر دیا ہے کہ تم ہمسایہ ممالک کے مریضوں کا کیوں علاج کرتے ہو اس کا مطلب ہے کہ جتنی مثلاً Indoor کے لئے تیس چارپائیوں کا انتظام ہے تو اگر دس غیر ممالک کو دے دیں تو اس کا مطلب ہے کہ جو اس ہمارے ملک کے Indoor مریض ہیں ان کو یہ چارپائیاں نہیں ملیں گی، یہ بھی سامنے آ گئی بات۔ اللہ تعالیٰ اس کا بھی سامان پیدا کرے گا۔ یہ صحیح ہے کہ ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ اس ملک کا کوئی مریض جس کو Indoor مریض کے طور پر داخل کرنا چاہیئے اس کے لئے بہرحال چارپائی چاہیئے اور اس کو انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کے لئے کمرے اَور تیار کریں۔ خدا نے پیسے دیئے ہیں خدا کے پیسے اسی کی راہ میں خرچ کرنے ہیں۔ پیارا فقرہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہہ گئے ہیں

سب کچھ تیری عطا ہے۔ گھر سے تو کچھ نہ لائے

ہم نے اپنے گھر سے تو کچھ خرچ نہیں کرنا، ضرورت ہے خرچ کرو۔ خدا تعالیٰ ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے۔ میں آپ کو یہ بات ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ وہ جو ۱۹۷۰ء میں منصوبہ شروع کیا گیا تھا وہ بہت ہی دوررس نتائج کا حامل ہے اور آگے اَور انشاء اللہ پھیلے گا اور اس کی برکات ظاہر ہوں گی لیکن وہ بہرحال اس لحاظ سے مختصر تھا کہ چھ ملکوں کے ساتھ اس کا تعلق تھا۔ پھر تین سالوں کے بعد ۱۹۷۳ء میں صد سالہ جوبلی آ گئی اور فضل عمر فاؤنڈیشن میں جماعت نے جو زائد چندے دیئے اس سے دُگنے سے بھی زیادہ نصرت جہاں سکیم میں انہوں

نے چندے دیئے اور جب یہ سکیم آئی اور اس کا میں نے اعلان کیا تو شاید میں نے اعلان تو کیا تھا اڑھائی کروڑ کا اور جماعت نے وعدے دے دیئے دس کروڑ کے قریب۔ بعض جگہ کمی بھی ہے لیکن مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ جب جماعت نے وعدہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ مخلصین کی اس جماعت کو وعدہ پورا کرنے کی توفیق بھی ضرور دے دے گا۔ جماعت کے دوستوں کے بچے بڑے ہوں گے وہ کمائیں گے دس گیارہ سال میں نہ کمانے والے بچے کمانے والوں کی صف میں آ جائیں گے۔ اس وقت جو ڈاکٹری اور انجینئرنگ کی آخری کلاس میں ہیں وہ اگلے سال کمانے لگیں گے۔ جن لوگوں نے وعدے نہیں لکھوائے وہ آگے آور وعدے لکھوائیں گے اور یہ تو چلے گا انشاء اللہ۔ اس وقت بھی قریباً ڈیڑھ کروڑ کے قریب جمع ہو چکا ہے۔ اس لحاظ سے انشاء اللہ دس کروڑ روپے جمع ہو جائیں گے۔

یہ صد سالہ جوبلی منصوبہ اپنی وسعت اور پھیلاؤ میں ایک بہت بڑا منصوبہ ہے اور اس کے لئے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ قومیں تیار کی گئی ہیں تمہاری آواز پر لبیک کہہ کر اسلام میں داخل ہونے کے لئے۔ یہ قومیں جو داخل ہونے کے لئے تیار کی گئی ہیں ان کو سبق دینے والے، ان کو قرآن پڑھانے والے بھی تو ہزاروں کی تعداد میں ضرورت ہے۔ اس کے لئے ضروری نہیں ہوگا کہ واقف زندگی ہی ہو اس معنی میں کہ جامعہ احمدیہ میں پڑھا ہوا ہو کیونکہ مَیں ذاتی طور پر بیسیوں احمدی افراد کو جانتا ہوں جو جامعہ کے پڑھے ہوئے تو نہیں لیکن اُن سے اچھی تبلیغ کرنے والے اور اُن سے زیادہ وقت دینے والے ہیں جماعت کے کاموں کی خاطر۔ اس لئے یہ تو ذہنیت ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ۔ رہین محنت ہے انسان، فرد بھی اور گروہ بھی اور جماعتیں بھی۔ جماعت اپنی محنت میں کمی نہ آنے دے اور اپنے اخلاص میں کمی نہ آنے دے۔ اپنی دعاؤں میں کمی نہ آنے دے۔ اللہ تعالیٰ دنیوی لحاظ سے بھی اُن کو بہت برکتیں دے گا۔ اب بھی بڑی دی ہیں۔ ناشکرے نہ بنو شکر کرو اَور زیادہ دے گا اور دین کا کام بھی ہوگا اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔

پس یہ جو صد سالہ جوبلی کا تیسرا منصوبہ چل رہا ہے دوسرے اس کی شاخیں ہیں۔ اس میں بعض خامیاں بھی کام کے لحاظ سے ہمیں نظر آتی ہیں۔ مثلاً ہم نے سو زبانوں میں قرآن

کریم کا ترجمہ کرنا ہے۔ جو ترجمے ہمارے پاس ہوئے ہوئے ہیں اُن کی نظر ثانی کے لئے ہمیں ماہر احمدی نہیں مل رہے۔ مثلاً رشین ٹرانسلیشن ہے، سپینش ہے، اٹالین ہے، پرچوگیز ہے لیکن کسی غیر مسلم دھریہ یا عیسائی نے جو ترجمہ کیا ہے اس کے چھاپنے کی ذمہ داری جماعت کیسے لے لے جب تک تسلی نہ ہو کہ یہ ترجمہ صحیح بھی ہے یا نہیں۔ دوست دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں کہ ظاہری طور پر جو تدبیر ہے خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے۔ ہر سہ منصوبوں میں برکت کے لئے دعائیں کریں کثرت کے ساتھ یہ جو صد سالہ جوبلی منصوبہ ہے اس کے لئے دعائیں کریں۔ یہ اگلی صدی کے استقبال کا منصوبہ ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگلی صدی غلبہ اسلام کی صدی ہے اور جس وقت ظاہر میں تلواروں کی لڑائی تھی یا جب بندوقوں کی لڑائی تھی یا ایٹم کی جنگ ہو تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ Climax پر وہ پہنچتی ہے اور سر دھڑ کی بازی لگا دینی ہوتی ہے اس وقت تبھی نتیجہ حق میں نکلتا ہے۔ پتا نہیں آپ تاریخ پڑھتے ہیں یا نہیں واٹرلو کی جو جنگ انگلستان نے لڑی وہ دنیا کی خاطر لڑی خدا کی خاطر نہیں لڑی۔ اپنے خداوند یسوع مسیح کی خاطر بھی نہیں لڑی کیونکہ دونوں طرف یسوع کے ماننے والے تھے لیکن وہ جو جیتی ہے جنگ لارڈ ولنگٹن نے آخری تین گھنٹوں میں۔ تین گھنٹے پہلے وہ جنگ ہار رہا تھا۔ مگر اس کے دماغ میں ایک تدبیر آئی ہوئی تھی اور اس وقت اس کی یہ حالت تھی کہ دس پندرہ میل کے محاذ پر جہاں وہ لڑائی لڑی گئی ایک محاذ سے ڈویژن کمانڈر کا قاصد آیا (گھوڑوں پر آتے تھے۔ یہ جو امیر بنے ہوئے ہیں ان کے بچوں میں سے اور لارڈز کے بیٹوں نے جنگوں میں بڑی جانیں دی ہیں خاص طور پر واٹرلو کے میدان میں)۔ قاصد آیا اور ولنگٹن کو کہنے لگا کہ ہمارا کمانڈر کہتا ہے کہ ہماری ساری فوج یعنی ڈویژن کے ستّر اسّی فیصد فوجی مارے گئے ہیں اور تھوڑے سے رہ گئے ہیں، لڑائی جاری رکھیں یا ہتھیار ڈال دیں۔ ولنگٹن نے اس سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو اور تمہارا کمانڈر کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا ہم کہتے ہیں کہ لڑائی جاری رکھیں گے۔ اس نے کہا میں بھی یہی کہتا ہوں اور آخری تین گھنٹے میں وہ جیت گئے اس لئے کہ اُن آخری تین گھنٹوں میں اُس نے اپنا منصوبہ جو خدا نے اس کے دل میں ڈالا تھا وہ کامیاب ہو گیا۔ اُس نے آخری بازی لگا دی تھی یہ خیال کر کے کہ شکست نہیں کھانی، بہر حال جیتنا ہے۔

یہ صدی جس کے لئے میں کہتا ہوں کہ استقبال کرو غلبہ اسلام کی صدی ہے، بڑی بشارتیں ہیں اور جتنی بڑی بشارتیں ہوں اتنی بڑی قربانی دینی پڑتی ہے اور اتنا ہی لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ انسان رہین محنت ہوتا ہے۔ اس بشارت کو پورا کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارتیں ملی تھیں۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں تھا کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم کی طرح کہہ دیتے جا تُو اور تیرا خدا جا کر لڑے ہم تو یہاں آرام سے بیٹھے ہیں۔ جس نے بشارت دی ہے وہ خود ہی اس کو پوری کرے گا۔ وہ تو نالائق تھے، غیر تربیت یافتہ تھے مگر یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ سے تربیت یافتہ تھے۔ ٹوٹی ہوئی تلواریں ننگے پاؤں، جسم کو ڈھانکنے کے لئے کپڑے نہیں۔ زرہ بکتر تو علیحدہ رہی ان کی یہ حالت تھی کہ کسی کے پاس تلوار ہے تو نیزہ نہیں کسی کے پاس نیزہ ہے تو تلوار نہیں۔ آواز آتی تھی چل پڑتے تھے۔ دعائیں کرتے تھے اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر توکل رکھتے تھے۔

پس یہ جس کو میں کہتا ہوں دوسری صدی یہ غلبہ اسلام کی صدی ہے اس میں ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ آپ کو بھڑکتی ہوئی آگ میں سے گزر کر اس صدی کا استقبال کرنا پڑے گا۔ یہ اچھی طرح یاد رکھیں لیکن میرا دل تو مطمئن ہے اس لئے کہ میں یقین رکھتا ہوں اور علیٰ وجہ البصیرت ہر جگہ یہ اعلان کر سکتا ہوں تلوار کے نیچے بھی اور ایٹم بم کے سامنے بھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے پیارے اور سچے امتی نبی تھے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی عاشق اور خادم تھے۔ اس آگ میں سے تو ہمیں گزرنا پڑے گا لیکن مجھے یہ تسلی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسی روحانی فرزند نے جس کو اس زمانے کی روحانی جنگ کی کمان دی گئی ہے اُس نے کہا آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ اس لئے آگ تو بھڑکائی جائے گی صرف پاکستان میں نہیں دوسری جگہوں میں بھی یہ بھڑکے گی لیکن جو آگ سے ڈریں گے نہیں، جو لوگ تدبیر کو انتہا تک پہنچاتے ہوئے اور دعاؤں کو انتہا تک پہنچاتے ہوئے خدا تعالیٰ پر کامل توکل رکھتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں گے اسلام کے غلبہ کی خوشی کو وہ حاصل کریں گے اور اس سے بڑھ کر اَور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ اسلام ساری دنیا میں غالب آ گیا ہے۔

پس دعائیں کریں۔ تدبیر بھی کریں لیکن دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں۔ ساری دنیا کے لئے دعائیں کریں۔ جماعت کے سارے کاموں کے لئے دعائیں کریں۔ جماعت کے سارے منصوبوں کے لئے دعائیں کریں اور اس خاکسار کے لئے بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے انتہائی کام کی توفیق عطا کرے اور میرے سپرد جو ایک کام یہ ہے کہ میں آپ کے لئے قیادت بہم پہنچاؤں یعنی اسوہ آپ کے لئے بنوں۔ یہ قربانیاں ہیں یہ دو اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اور اس کی توفیق سے مثلاً ۱۹۷۴ء میں جماعت کا کوئی شخص ایسا نہیں جو ان دنوں میں اتنی راتیں جاگا ہو جتنی میں جاگا ہوں، ہو نہیں سکتا۔ میرے ارد گرد بھی لوگ تھے۔ ایک پارٹی سو جاتی تھی اور ایک جاگ رہی ہوتی تھی اور ہر جاگنے والی پارٹی بعض دفعہ ہر آدھے گھنٹے کے بعد مجھے جگا دیتی تھی کہ فلاں جگہ سے فون آ گیا، وہاں گڑبڑ ہوگئی۔ فلاں جگہ سے فون آ گیا وہاں یہ ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔ وَلَا فَخْرَ اور اس میں مَیں کوئی فخر نہیں کرتا کیونکہ میں بڑا عاجز انسان ہوں۔ خدا تعالیٰ بڑی شان اور قدرتوں والا ہے۔ وہ ایک ذرّہ سے بھی کام لے سکتا ہے اور لیتا ہے۔ آپ اس کی قدرتوں کو پہچانیں اور اپنی ذات پر بھروسہ نہ رکھیں اور میرے لئے دعا بھی کریں۔ آج بھی مجھے ایک اَور دوا کی ضرورت ہے۔ میرے اوپر کے تین چار دانت ٹوٹ گئے اور ان کی جڑیں اندر رہ گئی ہیں۔ آج پروگرام ہے ان کو نکالا جائے لیکن مسوڑھوں میں کچھ سوزش بھی ہے۔ کل شام سے مجھے اینٹی بائیوٹک بھی ڈاکٹر ولی شاہ صاحب نے دینی شروع کی ہے۔ اس کی وجہ سے مجھے سر میں بھی کچھ درد تھا۔ آج صبح سے ہو رہی ہے لیکن بہرحال خدا نے توفیق دے دی یہاں آنے اور آپ سے باتیں کرنے کی۔

پس آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور سہولت کے ساتھ بغیر کسی الجھن کے پیدا ہوئے یہ دانتوں کی جڑیں نکل جائیں اور دوسری جو ظاہری تدبیر دانتوں کی ہوتی ہے وہ ہو جائے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ میں آپ کا بڑا ممنون ہوں گا آپ دعا کریں گے۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)

❁❁❁